ان الله مع الصابرین

مژدۂ عام

کلیات مرثیہ ہاے جناب مرزا دبیر صاحب مرحوم

مومنین دیندار و شیعیان حیدر کرار علیہ السلام و عزاداران حضرت اہلبیت اطہار علیہم السلام
مژدہ ہو کہ دفتر ماتم کی بیس جلدین تمام و کمال چھپکے تیار ہو گئین - افصح الفصحا ابلغ البلغا عالیجناب
مرزا محمد جعفر صاحب اوج دام ظلہ نے خاص اپنے کتب خانہ سے یہ ذخیرہ عطا کیا ہی اور بعد فراہم
کرنے اس حقیر نے بنظر باقیات الصالحات بیسون جلدین چھاپ دین جلد اول سے
تا جلد چہاردہم کامل چودہ جلدون مین مرثیہ ہاے نایاب کا ذخیرہ ہے اور جلد پانزدہ
مین حضرات چہاردہ معصوم علیہم السلام کے معجزات اور ولادت و وفات وغیرہ حالات
منظم ہین اور جلد شانزدہم سے تا جلد ہژدہم تین جلدون مین ردیف وار الف سے تا یے
سلامون کا ذخیرہ ہی اور جلد نوزدہم مین مخمسات ہین اور جلد بستم مین ردیف وار الف
سے تا یے رباعیان ہین اور متفرق کلام مثل نوحہ جات و قطعات و مسدسات وغیرہ
اس آخری جلد بستم مین شامل ہین قیمت کامل بیس جلدون کی دس روپیہ بخیال رفاہ عام
مقرر کی گئی ہی اور متفرق جلدون کے خریدار سے فی جلد ۱۲ قیمت لیجاتی ہے محصول ڈاک
اسکے علاوہ مع فیس منی آرڈر علیحدہ لیا جاتا ہے۔
جن حضرات کو اس گنج شائگان کی خریداری منظور ہو بذریعہ ویلو پیبل رقم سے طلب کرین
مبلغ للعہ کو بیس جلدین مع محصول ڈاک خریدار کو گھر بیٹھے ملجائینگی - جو کہ صدہا روپیہ
خرچ کرنے سے دستیاب نہوتی تہین بلکہ تمام عمر اگر تلاش کرتے اور کاتبون کو سیکڑا
روپیہ دیکر لکھواتے تب بھی اسقدر ذخیرہ فراہم نہوتا فقط

الراقم

سید عبد الحسین اثنا عشری تاجر کتب لکھنؤ محلہ یحییٰ گنج عقب بازار

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْن

درین زمان سعادت نشان برکت اقتران مثنوی باصدق وصفا موسوم بہ

مثنوی صبر و رضا

۱۳۱۸ھ

۱۹۰۰ء

تلمیذ شاعر شیرین بیان فصیح اللسان خلاصۂ دودمان مرتضوی سید ذاکر حسین صاحب یاس لکھنوی

بفرمائش سید عبد الحسین صاحب تاجر کتب تکیہ گنج لکھنؤ مطبع دبدبہ احمدی میں چھپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پس از حمد خدائے ربّ اکبر — پس از نعت رسولؐ و مدح حیدر
یہ میری دوستون سے التجا ہی — بگوش دل سنین جو ماجرا ہی
طبیعت میری اکدن منتشر تھی — کسی صورت نہ بہلانے سے بہلی
کہ آیا اتنے مین بندہ حسن خان — مثال گل شگفتہ اور خندان
حقیقی میرا بھائی ہے وہ چھوٹا — ہوا آکر یہ مجھ سے عرض پیرا
طبیعت کیون تردد آشنا ہے — نصیب دشمنان یہ حال کیا ہے
کہا مین نے کہ بھائی کیا بتاؤن — نہین طاقت جو درد دل سناؤن
نہ پوچھو ہون کس آفت مین گرفتار — تردد نے کیا ہے سخت ناچار
وطن چھوڑینگے قصد اب ہی سفر کا — خدا حافظ ہے اپنے بعد گھر کا
کہا بھائی نے حضرت اس سے حاصل — خدا کرتا ہے حل ہر ایک مشکل
رکھین فضل الٰہی پر نظر آپ — نہ عاجز ہو کے چھوڑین اپنا گھر آپ
تفکر مین ہے طبع مکدّر — ہی شغل شعر گوئی سب سے بہتر

کہا مین نے کہ میری کیا لیاقت | طبیعت اسکے قابل ہے نہ جودت
آگاہ اس فن سے نہین ہون | وہ بولا آپ کیا فرماتے ہین
عجب ہی انکسارا ہے بندہ پرور | کہ جھکتے ہین درخت بارآور
طبیعت فہم و دانش سے ہی معمور | نہین شعر و سخن سے آپ مجبور
کہا یہ سب تمہاری ہے سعادت | کہو اصرار کی کیا ہے ضرورت
کہا یحییٰ نبی کا ہے جو قصّا | اوسے نظم آپ فرمائین خدارا
کہا مین نے کہ ہے یہ امر دشوار | نہین اتنی لیاقت مجھ مین زنہار
یہ علم شاعری ایسا ہے دریا | نہایت دور ہے اسکا کنارا
شناور ہوا اگر کیسا ہی کامل | نہین ممکن پہونچنا تا بہ ساحل
ہزارون غوطے بھی اسمین جو کھائے | در مقصود شاید ہاتھ آئے
وہ بولا ہے بجا ارشاد والا | مگر ہے قول یہ بھی تو کسیکا
بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد | اگر خارے بود گلدستہ گردد
ہوا اصرار جب حد سے زیادہ | کیا تب نظم قصّہ کا ارادہ
کیا آغاز روز عید اضحیٰ | ہزار و سیزدہ سہ صد کا سن تھا
ہوا اٹھارہوین تاریخ اتمام | وہی تھا سال و ماہ ای نیک انجام
رکھا صبر و رضا ہی نام اسکا | نہین ہے مثل اسکے کوئی قصّا

آغاز داستان عبرت نشان جناب یحییٰ ابن زکریا علیہما السّلام

پلا ساقی شراب ارغوانی | نہین کچھ اعتبار زندگانی
سرور اوس مئی کے پینے سے ہوا ایسا | سناؤن مین تجھے اک غم کا قصّا
کتب ہین جو کہ اخبار و سیر کے | قصص ہین انبیا کے او نہین لکھے

جو تھے اک حضرت یحییٰ پیمبر
رہا کرتے تھے وہ با دیدۂ تر

خدا کا خوف تھا یہ اونپہ طاری
اگر جوے اشک بھی آنکھونسے جاری

بہت کم عمر تھے وہ نیک اعمال
مگر تھا اتفاقًا اونکے یہ حال

ہوے بیت المقدس مین جو داخل
وہان آئے نظر عبّاد کامل

گلون مین اونکے زنجیرین پڑی تھین
ستونون سے جو مسجد کے بندھی تھین

کلاہین بالون کی کمل کے کرتے
وہ سب زیب بدن اپنے کیے تھے

بنائے حال اسی صورت سے اپنا
جھکائے سر عبادت مین ہر اک تھا

تھے محوِ ذکرِ حق وہ نیک انجام
نہ رہتے تھے کوئی صبح و مسا کام

عبادت مین اونھین پایا جو کامل
تو بولے حضرت یحییٰ سن اے دل

جو تو ہے چاہتا خالق ہو مسرور
تو تو بھی یہ طریقہ کرلے منظور

اسی گھر مین تو عمر اپنی بسر کر
نہین ہے اس مکان سے کوئی خوشتر

وہان سے آئے جب اپنے مکانپر
لگے یون عرض کرنے مان سے رو کر

مجھے اک دیجئے کمل کا کرتا
نہایت ہے مرے دل کو تمنا

کلاہ اک بالونکی بھی ہو عنایت
ہوئی ہے اور سب کپڑونسی نفرت

کہا مان نے کہ اے میرے جگر بند
خدا رکھے جہان مین تجکو خورسند

ٹھہر جاؤ تمھارے باپ آلین
ہم اسکا اونسے بھی تو مشورہ لین

کرینگے ہم وہی جو وہ کہینگے
اجازت گر ہوئی ہم تمکو دینگے

پدر یحییٰ کے جب آئے مکانپر
سنا سب حال بیٹے کا سراسر

سنی فرزند کی جب اپنے روداد
کیا یون لخت دل سے اپنے ارشاد

الٰہی قصد ایسا کیون نور نظر ہے
ابھی بچا تو اے لخت جگر ہے

کیا یون عرض یحییٰؑ نے کہ حضرت
مری خوف قضا سے ہے یہ حالت

نہین یہ موت امان دیتی کسیکو ۔ وہ بوڑھا یا کہ بچا یا جوان ہو
کسیکا بھی چلا ہے موت سے زور ۔ یہ دکھلاتی نہین بچون کو کیا گور
مرے ہمسن مرے ہین پیر آگے ۔ پڑے ہین قبر مین نازون کے پالے
یہ فرمایا کہ ہان اے نیک افعال ۔ حقیقت مین قضا کا ہے یہی حال
اسے پیر و جوان ہین سب برابر ۔ نہ خوف اسکو کسی سے ہے نہ کچھ ڈر
اجازت جب ہوئی تب ہو کے مجبور ۔ نباے مان سے کرتے تھے جو منظور
ٹہی باہر سے کیئے زیب بدن لبس ۔ گئے یحیٰی سوئے بیت المقدس
وہان جا کر ہوئے مشغول طاعت ۔ دل و جان سے ہوئے محو عبادت
خبر تن کی نہ تھا کچھ ہوش سر کا ۔ خدا کا دھیان بس شام و سحر تھا
جو تھے نازک بدن یحیٰی نہایت ۔ ہوئی کمل کے کرتے سے اذیت
زبون تھوڑے ہی عرصہ مین ہوا حال ۔ تن نازک ہوا مانند غربال
عبادت نے ضعیف اونکو بنایا ۔ نحافت نے بہت اونکو ستایا
جب اپنے حال پر خود ہی نظر کی ۔ ہوے آنکھون سے فوراً اشک جاری
ہوے فارغ جو زاری و بکا سے ۔ تو آگاہی ہوئی حکم خدا سے
تو اپنے حال پر روتا ہے یحیٰی ۔ خبر اسکی نہین ہے تجھکو اصلا
نظر دوزخ کی جانب گر کرے تو ۔ مصائب میری طاعت مین سہے تو
لباس آہنی پہنے ابھی تو ۔ نہ راحت چاہے جبتک جی کبھی تو
سنی جسوقت یحیٰی نے یہ آواز ۔ ہوے پھر گریہ و زاری سے دمساز
رہین ہر وقت آنکھین اشکون سے تر ۔ لگا پھر حال ہونے اون کا ابتر
ہوا فرط بکا یہ آخر کار ۔ کہ اشکون نے کیئے رخسار افگار
گرے گل گل کے گوشت اونکے زمین پر ۔ نظر آنے لگے دندان اطہر

ہوا حالِ پسر جب ماں کو معلوم
ہوئیں دل میں بہت محزون و مغموم

چلی آئیں وہاں ہمراہِ شوہر
جہاں سے تھے حضرت شیخِ پیمبر

یہ دیکھا اشک جاری متصل ہیں
ضعیف و ناتوان و مضمحل ہیں

پسر کے حال سے ایسا ہوا غم
کہ تیرہ ہوگیا آنکھوں میں عالم

گرآئے لختِ دل چشمانِ تر سے
گھر اشکوں کے ابرِ غم سے برسے

پریشان سب ہوئے شورِ فغاں سے
بھرا وہ گھر ہجومِ ہمدماں سے

کڑھا رونے پہ اونکے دل سبھوں کا
کہا یہ حال کیا تیرا ہے بچا

غضب ہی کچھ دلوں میں یہ ہوا کیا
ہی تیرے حال پر افسوس کی جا

کیا با چشمِ تر سب سے یہ ارشاد
نہیں مجھکو خبر کیا ہے یہ افتاد

یہ کلمے سنکے بیٹے کی زبان سے
کہا تب باپ ماں دونوں نے روکے

یہ تمنے حال کیا اپنا بنایا
مجھے پیری میں تڑپایا رولایا

جو برگِ گل سے بھی نازک تھے رخسار
اونھیں مجروح ہم پاتے ہیں دلدار

تمنّا تھی یہی برسوں خدا سے
ہمیں بیٹا کوئی اے کبریا دے

جگر کو چین ہو ہو دل کو آرام
مرادِ دنیا و دین میں جس سے ہو نام

کیا رحمت سے اپنے تجکو پیدا
کیا تجھپر ہمارے دل کو شیدا

عنایت تھی جنابِ کبریا کی
کہ تجھ سی نعمتِ عظمیٰ عطا کی

مگر ہے اے پسر افسوس کی جا
ہے اپنا حال یہ تو نے بنایا

سنی شیخ نے جب یہ باپ کی بات
لگے یوں عرض کرنے تب وہ خوش ذات

کہا تھا آپ ہی نے اے معظم
کہ ہے اک راہ مابینِ جہنم

ادھر ہے خلد اوس جانب سقر ہی
وہ رستا بال سے باریک تر ہی

وسے ہو جائیگا آسان وہ رستا
خدا کے ڈر سے جو روتا رہیگا

وگرنہ ہی گذرا اوس جا سے مشکل ہی سب کے واسطے وہ سخت منزل
اوسیکے رنج سے ہین بھی ہون لرزش کہ مجکو بھی وہی ہے راہ درپیش
کرے ہر دم نہ کیون وہ نالہ و آہ جسے طے کونی ہو دشوار یہ راہ
کہا اون کے پدر نے ای نکو ذات خلافِ حق نہ تونے کی کوئی بات
کیئے جا تو ہمیشہ طاعتِ رب یہی ہے مصلحت تیرے لئے اب
کہا ماں نے کہ سن ای میرے دلدار ترے عارض جو ہین زخمونسی افگار
مرا دل دیکھکے ہے سخت مضطر یہ ایسے زخم اچھے ہونگے کیونکر
سکے گر تو دوا اسکی کرون مین کوئی شئی تیرے زخمون پر دھرون مین
نمایان ہین جو یہ دندان چھپائے ترے اشکون کا پانی جذب کر لے
کہا یحییٰ نے ہین آپ اسمین مختار نہین اس امر مین کچھ مجکو انکار
اوٹھا لائین نمد کے پارچے دو رکھا زخمون پہ اون دونونکو زُود
چھپے جسوقت دندانِ مبارک ہوئی پھر مطمئن جانِ مبارک
مگر یحییٰ کو آتا ہی نہ تھا صبر کہ روتے ہی رہے وہ صورتِ ابر
وہ کرتا اونکے جو زیبِ بدن تھا ہمیشہ رہتا تھا اشکون سے بھیگا
برائے امتحان جسوقت ماں نے نچوڑا تو لگے قطرے ٹپکنے
پدر نے گریہ ایسا دیکھا جس دم ہوا حیرت سے اک سکتے کا عالم
دعا کرنے لگے حق سے یہ رو کر کہ اے خلاقِ عالم بندہ پرور
ترا بندہ مرا نورِ نظر ہی مگر حال اوسکا اب نوعِ دگر ہی
دعا کرتا ہون اب تجھ سے بمنت کر اوسکے شاملِ حال اپنی رحمت
یہان سے اب یہ راوی کا بیان ہی کہ جو پر درد ساری داستان ہی

وعظ فرمانا جناب زکریا علیہ السلام کا اور سننا حضرت یحییٰ کا پوشیدہ

اب اسحار اوفی فہم وذی ہوش — عروس نظم سے یون ہے ہم آغوش

پدر یحییٰ کے تھے اُسے نہایت — محبت رکھتے تھے کرتے تھے شفقت

یہ دیکھا حال جب نورِ نظر کا — تو پھر یہ قاعدہ حضرت نے رکھا

سرِ منبر جب آتے وعظ کہتے — تو پہلے چار سُو تھے دیکھ لیتے

نہ بیٹھا ہو کہین پوشیدہ یحییٰ — نظر گر پڑ گئی اون پر کسی جا

نکرتے ذکر سعیر نار و جنان کا — پسر کا دھیان اونھین رہتا تھا ایسا

جو سُن لیگا تو ہوگا جوش رقت — کرے گا رونے سے برپا قیامت

سوا اس ذکر کے تھے اور مذکور — کہ جس سے سامعین ہوتے تھے مسرور

ہوا پر اتفاق اک روز ایسا — چھُپائے منہ ردا سے اپنا یحییٰ

دبے پانوٴن ہوے مجلس مین داخل — طبیعت وعظ سُننے پر تھی مائل

پدر یحییٰ کے اوس دن حسب معمول — ہوے یون وعظ کے کہنے مین مشغول

امین وحی کا مجھ سے بیان ہے — میانِ نار اک کوہ کلان ہے

بھرا ہے قہر و آفت سے سراپا — پتا ملتا نہین ہے انتہا کا

رکھا ہے نام اوسکا حق نے سکران — ٹرا ہے اوسکے نیچے ایک میدان

وہ سب قہر الٰہی سے بھرا ہے — نہین وسعت کی اوسکی انتہا ہے

ہوا وہ اسلیے غضبان سے مشہور — کہ ہے قہر و غضب سے حق کے معمور

اوسی میدان مین ہے اک کنوان بھی — کہ ہے حد سے سوا گہرائی اوسکی

وہ ہیبت ناک و پر ہول اسقدر ہے — تہ اوسکی سو برس کی راہ پر ہے

بھرے صندوقِ آتش وہین ہین سب — لباسِ آہنی سے ہین لبالب

کہین گرز اور کہین آتش کی زنجیر — نہ چھوڑین طوق وہ گرہون گلوگیر

یہ سُن سُنکے ہوے یحییٰ پریشان — لگے خوفِ خدا سے کرنے افغان

کہا رو کر باصد افسوس و حسرت ہمین سکران سے کیسی ہو غفلت

نہین ڈرتے کبھی سکران سے ہم ذرا خائف نہین غضبان سے ہم

چلے روتے ہوے اوسجا سے اوٹھکر بیابانون کی لی بس راہ یکسر

پدر اونکے اوٹھے مجلس سے بیتاب کہا زوجہ سے یہ باچشم پُر آب

کرو جلدی تلاش اپنے پسر کی خبر شاید ملے نورِ نظر کی

ڈرا ہے سُنکے احوالِ جہنم گیا ہے کس طرف ڈھونڈین کہان ہم

ہوا آنکھون سے غائب لال تیرا مری آنکھون مین چھایا ہے اندھیرا

ڈرا ہے اُنکی ایسا وہ نکوکار اوسے زندہ نہ تو پائیگی زنہار

تشریف لیجانا جناب یحییٰ کی مان کا جانب صحرا تلاش آنحضرت اور پتا معلوم ہونا زبانی ایک قلندر کی اور لے آنا حضرت کی والدہ کا آنحضرت کو اپنے گھر مین سمجھا کر

مؤرخ معتبر ہے اک کہن سال رقم کرتا ہے یون یحییٰ کا احوال

سُنی یحییٰ کی مان نے جب یہ تقریر جدائی سے ہوئین بیٹے کی دلگیر

چلی روتی ہوئین باحالتِ زار ہوے کچھ لوگ رستے مین نمودار

اونھون نے پوچھا یحییٰ کی مان سے کدھر جاؤگی آتی ہو کہان سے

کہا یحییٰ کی مان نے کیا بتاؤن پسر گم ہو گیا ہے ڈھونڈھتی ہون

پدر سے حال سُنتے ہی سقر کا گیا ہے سوے صحرا میرا بچا

ملا ہوگا کہان جنگل مین کھانا پیا ہے اوسنے پانی یا ہے پیاسا

رہا بیچین یا پایا ہے آرام بتا دو ہے کہان میرا وہ گلفام

سوا اوسکے نہین رکھتی ہون اولاد مرا دل ہوگا جسکو دیکھکر شاد

وہی میرے بڑھاپے کا عصا ہے اوسی سے زندگانی کا مزا ہے

میری آنکھون کا ہے وہ ایک تارا وہی ہے خانۂ دل کا اوجالا

وہی ہے باعثِ آرام و راحت
وہی ہے مونسِ شبہای وحشت

وہی ہے اِک مرادِ لدار و غمخوار
وہی ہے ماہِ تابانِ شبِ تار

اوسی سے دل مرا پاتا ہے آرام
رہے گا تا ابد اوس سے مرا نام

جو دیکھا ہو کہین اوسکو بتا دو
کہان ہو کس جگہہ ہے کچھ بتا دو

رہے شادان تمھاری آل و اولاد
خدا رکھے تمھین بھی خرم و شاد

یہ باتین تھین کہ آیا اک قلندر
لگی یون پوچھنے یحییٰؑ کی مادر

سراپا سارا بیٹے کا بتایا
کہین دیکھا ہے ایسا تو نے لڑکا

وہ بولا بد حواس اس درجہ کیون ہو
مگر ہے جستجو بچے کی تمکو

کہا ہان مین اوسکو ڈھونڈھتی ہون
کیا تو نے مجھے خوش کیا تجھ دون

غریب و بیکس و ناچار ہون مین
یہان تو مفلس و نادار ہون مین

کہا اے نیک زن بیٹا تمھارا
نظر آیا تھا مجکو رو رہا تھا

روان عارض پہ ہین یون اشک ہر دم
رخِ گل پر گرے جس طرح شبنم

تھا آبِ اشک مین ڈوبا سراپا
دعا یون ہاتھ اوٹھا کر کر رہا تھا

یہی عاصی کا تیرے مدعا ہے
دکھا یا رب جو میرا مرتبا ہے

مراتب اپنے مین جبتک نہ دیکھون
قسم تیری نہ آبِ سرد چکھون

نہ تن کی ہے خبر اوسکو نہ سر کی
نہ مان کی ہے نہ یاد اوسکو پدر کی

ہین بھائی اور بھتیجے سب فراموش
وہ ہے یادِ خدا مین باختہ ہوش

بشر ہے یا ہے رشکِ حور و غلمان
قمر ہے یا ہے خورشیدِ درخشان

ہوئین آگاہ جب یحییٰؑ کی مادر
اوسی جانب چلین با حالِ مضطر

ملا آخر اوتھین وہ نیک افعال
اوسی صورت سے جیسا تھا سنا حال

ہوا پھر مادری الفت کا یہ جوش
کہ بیٹے سے ہوئین بڑھکر ہم آغوش

بہت الفت سے سینہ سے لگا کر / کہا بیٹے سے سن اے میرے دلبر

قسم تجکو ہے ذات کبریا کی / مرے ہمراہ چل اب گھر کو جلدی

کہان تک ہجر کے صدمے سہون مین / کہان تک تیری فکر مین ہون تن تن

کہان تک مین ہون بے صبر و بیتاب / رہین آنکھین کہان تک میری بیخواب

تو کر میری ضعیفی پر ترحم / ہوئے ہین ہوش تجہ بن دیکھ کر گم

تو ہی تو اک مرا نور نظر ہے / تو ہی تو اک مرا لخت جگر ہے

یہ کہکر روئی مثل ابر باران / ہوئے یحیٰی بھی ماں کو دیکھ گریان

قسم دی ماں نے تب وہ ہو گئے ناچار / چلے یحیٰے مکان کو با دل زار

مکان پر پہونچے جب یحیٰے پیمبر / تو یون کہنے لگین ماں اونسے رو کر

ہوا روشن مکان آنے سے تیرے / ہوئے خوش باپ ماں آنے سے تیرے

کہا ماں نے تم اپنے کو سنوارو / بدن سے بالون کا کرتا اتارو

کہ اس سے چھن گیا ہے جسم سارا / پہن لو نرم یہ کرتا خدارا

مرے دل کو کرو مسرور و خوشنود / کہ جس سے خوش ہو تم سے رب معبود

کہا یحیٰی نے ماں سے دست بستہ / کہ اے مرہم دلہاے خستہ

رہے ظل مبارک تا قیامت / رہین سر پر مرے حضرت سلامت

یہ سب ہے اقتضائے مہر و الفت / یہ سب خادم پہ ہے حضرت کی شفقت

یہ ادنے آپ کا ہے کفش بردار / خطاکار و گنہگار و نمک خوار

کہاں تک مین کرون شکر اوس خدا کا / کہ ایسے مہربان ماں باپ بخشے

کہ فرمایا ہین وہ میرے بہر حال / رہین با سلامت سالہا سال

یہ کیا تاب و توان اور کیا ہے مقدور / کہ ہون ارشاد سے حضرت کے معذور

بدن سے پھر خشن کپڑے کئے دور / لباس نرم پہنا ہو کے مجبور

خیال آیا کہ بھوکا ہوگا یحییٰ — کئی دن سے نہ اسنے ہوگا کھایا

پکا لائیں عدس تھوڑے سے جاکر — کھلایا روبرو اپنے بٹھا کر

کیا تیار بستر بہر آرام — کہ اس بستر پہ سوئے یہ میرا گل اندام

وہ آسائش وہ راحت گھر مین پائی — بچھونے پر جو سوئے نیند آئی

ہوئے کچھ ایسے محو خواب غفلت — کہ آخر آگیا وقت عبادت

الہام ہونا جناب یحییٰ علیہ السلام کو اور پھر بیت المقدس جانا

مورخ صاحب تحقیق و دانا — بیان کرتا ہے اب یون یہ فسانا

ہوا یہ حضرت یحییٰ کو الہام — کہ اے عبد نکو سیرت نکو نام

مرے گھر سے ہے کیا بہتر ترا گھر — اقارب تیرے ہین کیا مجھ سے بڑھکر

ہوئے بیدار یحییٰ اس ندا سے — تپان دل تھا زبس خوف خدا سے

ہوئے چشمان اقدس پھر گہربار — ہوا وہ روز آنکھون مین شب تار

لگے یون عرض کرنے ہاتھ اوٹھا کے — مری تقصیر یارب عفو کر دے

سوال اک مین نے جو تجھ سے کیا تھا — ملا ہے یہ جواب اب مجھکو اسکا

مجھے تیری خوشی سے کام ہی بس — نچھوڑون گا کبھی بیت المقدس

نہ آؤنگا مکان مین اپنے حاشا — تری قدرت کا دیکھون کا تماشا

کیا زیب بدن کمل کا کرتا — جو پہنے تھے لباس اوسکو اوتارا

چلے روتے ہوئے پھر گھر سے یکبار — کہا ماں نے کہان جاتے ہو دلدار

قلق دل کو مرے جس سے رہیگا — بناؤگے وہی کیا حال اپنا

نہ جا اے لال تو گھر سے خدارا — تری فرقت نہ اب ہوگی گوارا

خدا کی یاد گھر مین بہ آرام — نہ کر مادر کو تو مہجور و ناکام

نہ میری زیست کر یون تلخ پیارے — بتا تو ہی رہون کسکے سہارے

نہین گھر سے نکلنے کا یہ دن ہے — ابھی تو دس برس کا تیرا سن ہے
ابھی دیکھی نہین ہے تیری اوان — جوانی اپنی کیون کرتا ہے برباد
پدر نے یہ کہا مضطر نہ ہو تم — جہان جاتے ہین جانے دو انکو
اسے خواہش نہین دنیا کی زنہار — رہا کرتا ہے عقبا کا طلبگار
پسند اسنے کیا ہے آخرت کو — نہین ہے طالب دنیا یہ خوشخو
جو سمجھانے لگے یون اوسکے شوہر — ہوئین مجبور تب یحییٰ کی مادر
کہا یحییٰ سے اب جاؤ مری جان — رہے اللہ حافظ اور نگہبان
گئے بیت المقدس پھر وہ حضرت — وہان جاکر ہوئے محو عبادت

شہید ہونا جناب یحییٰ علیہ السلام کا بترغیب وتحریص ایک زن زانیہ کی بدست کسے از بادشاہان کافر اور جوش مارنا خون آنحضرت کا سو برس تک اور خاتمہ داستان

ہے لکھتا اب یہ راوی حق آگاہ — کہ تھا اوس عہد مین کوئی شہنشاہ
لعین و فاسق و مردود و مغرور — شراب کبر سے سرشار و مخمور
طبیعت بت پرستی پر تھی مائل — خدا کا تھا نہ وہ ملعون قائل
زنا مین رات دن رہتا تھا مصروف — سرود و رقص کی جانب تھا معطوف
بہت سی عورتین رکھتا تھا وہ شاہ — سمنبر سیمتن اور غیرت ماہ
حکومت پر اوسے اپنی تھا غرہ — بلاتا عورتون کو روزمرہ
اونہین سب عورتون مین ایک عورت — محل مین اوسکے تھی باشان و شوکت
نہایت فاحشہ تھی وہ ستمگر — مگر دلدادہ تھا سلطان اوسپر
اوسے تھا چاہتا دل سے وہ سلطان — فدا کرتا تھا اوسپر سے دل و جان
لکھا ہے یہ بھی راوی نے وہ پرفن — کوئی تھا پادشاہ اوسکی وہ تھی زن
وہ سلطان ستمگر جب گیا مر — محل مین تب رہی اوسکے یہ آکر

بہت تھی اوسکو یحیی سے عداوت — یہ چاہا اوسنے از راہ شقاوت
کوئی تدبیر ایسی ہو کہ یحیا — اگر ہوان قتل پائے تمنا
رہی اس فکر مین دن رات بدذات — نکالی قتل کی حضرت کے یہ گھات
کہ مین بڈہیا ہوئی اب شہ کی رغبت — نہ ہوگی مجھپہ بلکہ ہوگی نفرت
رہی شہ کی توجہ جب نہ مجھپر — مری کیا قدر رہوگی ناکس تر
یہ بہتر ہے کہ اپنی دخت موزون — صلہ مین اسکی مین یحیی کا سر لون
گئی یہ سوچکر وہ پیش سلطان — کہا لونڈیکی جان ہو تجہپہ قربان
اگر جان کی امان لونڈی یہ پائے — تو اپنا مطلب دل کچھ سنائے
پذیرا ہو جو میری عرض حضرت — تو سمجھون اپنا مین فخر و سعادت
کہا شہ نے کہ ہے وہ کون سی بات — لگی تب دست بستہ کہنے بدذات
مرا سابق مین جو تھا ایک شوہر — حسینہ اوس سے اک رکھتی ہون دختر
سمنبر ماہ پیکر نار پستان — پری صورت سہی قد ماہ تابان
مین نذر شاہ کرتی ہون وہ دختر — اگر ہے قابل تیرے وہ پیکر
کہا مین پوچھ لون یحیی نبی سے — کہ مین اس مسئلہ مین کیا وہ کہتے
کہینگے جیسا مجھسے وہ کرونگا — جواب اس بات کا اوسوقت دونگا
ابھی اس باب مین تجھسے کہونگا — ہوئی خاموش یہ سنکر وہ بد ادا
غرض اک روز یحیے کو بلا کر — لگا یون پوچھنے اون سے ستمگر
کہو مجھسے جو سوتیلی ہو دختر — حلال اوسپر ہے جو ہو مان کا شوہر
کہا حضرت نے یہ ممکن نہین ہے — ازل سے بھی ہوا ایسا کہین ہے
ذرا خوف خدا کر دل مین ظالم — یہ ہے فعل زبون و نا ملائم
خدا کا قہر اوسپر ہوگا نازل — جو ہوگا ایسے فعل بد کا عامل

جہنم مین جلے گا وہ بداعمال ۔ بہت ہوگا برا اوسکا وہان حال

نجات اوسکی نہین ممکن ہی حاشا ۔ ارے غافل خدارا اس سے باز آ

وہ بیٹی ہے تری تو باپ اوسکا ۔ نہین جائز کبھی عقد اوس سے حاشا

اگرچہ ہے وہ سوتیلی ہی دختر ۔ وہ ہے ممنوع سوتیلے پدر پر

نہین عقد اوس سے ہوسکتا ہی زنہار ۔ کریگا جو وہ ہے حق کا گنہگار

کیا یہ سنکے شہ نے جب تامل ۔ دیا اوس زانیہ نے شہ کو یہ جل

ہمارے دین و ملت مین روا ہے ۔ اگر یحیی کا مذہب دوسرا ہے

کہا تب شاہ نے یہ اوس سے سنکے ۔ اوسے لا میرے پہلو مین بٹھا دے

یہ بات اوسکو جو سلطان نے سنائی ۔ اوسے آراستہ کرکے وہ لائی

یہ افسون اپنی بیٹی کو پڑھایا ۔ کرے جب شاہ قربت کا ارادا

تو کہنا دے مجھے یحیی کا تو سر ۔ ہوا ہے تو اگر دل دادہ مجھ پر

یقین ہے قتل یحیی کو کرے گا ۔ سر اونکا کاٹ کر بس تجھکو دیگا

مجھے تو اون سے اک بغض و حسد ہے ۔ کہ اونکے قتل مین اسدرجہ کد ہے

جو تھا بیدین وہ سلطان مقہور ۔ ہوا بس دیکھتے ہی شاد و مسرور

ہوا ایسا از خود رفتہ وہ ملعون ۔ بنا اوس رشک لیلی کا وہ مجنون

نہ خوف اوسنے کیا کچھ بھی خدا کا ۔ عذاب حشر کو دل سے بھلایا

کیا جب عزم قربت شہ نے اوس سے ۔ لگی یون دست بستہ عرض کرنے

سمجھتی ہون اسے فخر و مباہات ۔ رہون تیری کنیزی مین مین دن رات

جھکا ہے سامنے شہ کے مرا سر ۔ مگر اک التجا ہے بندہ پرور

قبول شہ اگر وہ التجا ہو ۔ تو حاصل دل کا میرے مدعا ہو

کہا شہ نے کہ کہہ وہ بات کیا ہے ۔ بتا کیا دل کا تیرے مدعا ہے

کرونگا مین وہی جو تو کہیگی — قسم ہے لات عزیٰ کی و ہبل کی

جب ایسی کہائی اوسنے شہ نے سوگند — بہت دل مین ہوئی اپنے وہ خورسند

کہا دیکھون تری کیسی زبان ہے — مجھے منظور شہ کا امتحان ہے

اگر ہے شاہ عاشق میرا کامل — خوشی بیشک کریگا تو میرا دل

بگرنہ وصل سے ہے مجکو انکار — گلے پر میرے گو پھر جائے تلوار

نہین مین چاہتی لعل و گہر ہون — فقط مین مانگتی یحییٰ کا سر ہون

اگر تو چاہتا ہے مجکو دل سے — مجھے یحییٰ کا سر جلدی منگا دے

عنایت سے یہ شہ کی کچہ نہین ڈر — اگر ہے گر التجا کو میری منظور

مجھے یحییٰ سے ہے قلبی عداوت — نہ بدلے گی مرے دل کی یہ حالت

کیا ہے وعدہ مین نے اپنی مان سے — کہ سر لاونگی مین شاہ جہان سے

اگر اس امر مین ہے تجکو انکار — تو ہے تیری محبت مجھ سے بیکار

جو بر لایا یہ میرا مدعا تو — اوٹھا پھر وصل کا میرے مزا تو

یہ باتین سنکے وہ شاہ بدافعال — رہا حیرت مین آئینے کی تمثال

رہا وہ دیر تک چپ مثل تصویر — مگر پھر عالم مستی مین بے پیر

یہ بولا لے ابھی یحییٰ کا تو سر — یہ سر کیا ہے فدا ہے جان تجھپر

ابھی اس بات کا لے امتحان تو — نہ فرق آئیگا اس مین اک سر مو

مکرنا پھر ہمارا قول یاور — محل سے آیا غصہ مین وہ باہر

بلاکر روبرو یحییٰ کو یکبار — لگا بیہودہ کرنے اوسنے گفتار

یہ سمجھے حضرت یحییٰ ہمیں — اجل اسوقت ہے میری مقرر

رہے ثابت قدم راہ رضا مین — رہے رطب اللسان حمد خدا مین

کئے اوسنے طلب پھر طشت و شمشیر — ہوے پر حضرت یحییٰ نہ دلگیر

تو اے ظالم نہ کچھ خوف خدا سے
دیا اوس زانیہ کو سر تو یحیا
وہ پیغمبر ہوے جب بیگنہ قتل
سر اطہر سے اک قطرہ لہو کا
زمین تھی اوس جگہ کی ایسی ناپاک
ابھرتا ہوتا تھا ہو گیا ایک انبار
رہا وہ خون ہمیشہ جوش کھاتا
بخت النصر کا آیا زمانا
یہ دیکھا اوسنے خون ہے جوش کھاتا
یہان یہ خون ہے کیون جوش کھاتا
بزرگون سے سنا ہے ہمنے یہ حال
اوسیکے عہد مین تھے اک پیمبر
سنا ہی نام اون حضرت کا یحیی
کیا بے جرم اونکو قتل شہ نے
ہے سبب جوش مین ابتک ہی خون
عوض مین خون یحیی کے ہم ابتو
جدا بھائی سے بھائی کو کرونگا
اپسر رشتہ کرے اپنے پدر کو
نہو موقوف جبتک جوش خونکا
غرض یہ کہکے وہ شاہ دلاور
کیا ہے راویون نے اسطرح نقل
کیا اسر کو قلم تیغ جفا سے
بر آئی دل کی اوسکی بس تمنا
تو زانوی اس جگہ کرتا ہی یون نقل
زمین پر بس گرا اور جوش کھایا
اوبلتا تھا وہ جو پڑتی تھی خاک
یہانتک ہو گیا تھا شاہ فی الحال
زمانہ اوسکو گذرا انسو برس کا
ہوا بیت المقدس اوسکا جانا
تو یہ لوگون سے اپنے اونے پوچھا
وہ سب بولے کہ یون ہے اسکا قصا
کہ تھا یان ایک سلطان با دل
مسلم تر زاہد و مقبول داور
ہدایت خلق کی تھا کام اونکا
لگا بس ہو رہے اونکے خون پینے
کہا اوسنے برب پاک و بیچون
کرونگا قتل یان کے مرد و زن ہے
پدر کے ہاتھ سے ہو قتل بیٹے
کرونگا بیچراغ ان سب کے گھر کو
ہر اک کو قتل مین کرتا رہونگا
لگا پھر قتل کرنے سب کو یکسر
ہوے ستر ہزار اک سال مین قتل

رہا اسپر بھی وہ خون جوش کھاتا | کہا لوگون نے اب ہے ایک بڑھیا
وہ بڑھیا جب گئی ماری تو خونکا | ہوا موقوف بس اوسکا اوبلنا
نہین لکھا ہے اوس بڑھیا کا کچھ حال | کہ تھی وہ کون ملعونہ بداعمال
سُنے گا جو کہ یحییٰ کا فسانہ | کرے گا یاد مجھ مجنون کو زمانہ
پڑھے جو اسکو وہ ہو خرم و شاد | دعائے خیر سے مجکو کرے یاد

تمام شد

تنبیہ نفس مناجات بدرگاہ مجیب الدعوات قاضی الحاجات حق سبحانہ تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ

ارے دل اب ذرا ہشیار ہو تو | یہ کس غفلت مین ہی بیدار ہو تو
سنا ہے حضرت یحییٰ کا احوال | خدا کا خوف کرائے زشت اعمال
جہان یہ حال ہو پیغمبرون کا | ہم ایسے عاصیون کا ذکر ہی کیا
صلواۃ و صوم پر انکے ہین نازان | گناہون سے نہین ہوتے پشیمان
ہماری اسطرح کی بندگی ہے | کہ حق سے خود ہمین شرمندگی ہے
وہ خاصان خدا باوصف طاعت | یہ فرماتے تھے ہی حق سے ندامت
خدا کے خوف سے رہتے تھے گریان | نہین دیکھا کسی نے اونکو خندان
ہنسی آتی ہے اس اپنی ہنسی پر | ہنسی اپنی رولائیگی مقرر
گذرتی کیا ہے بعد از مرگ دیکھیں | کہ ساری عمر گذری ہے گنہ مین
خیال انجام کا کچھ بھی نہ آیا | خدا کا خوف یون دل سے بھلایا
خداوندا مین ہون عبد گنہگار | گناہون سے ہون دوزخ کا سزاوار
ہوئی مجھ سے نہ کچھ تیری عبادت | نہایت ہے مجھے تجھ سے خجالت
بحق احمد مختار یارب | بحق حیدر کرار یارب
بحق فاطمہ بنت پیمبر | بحق حضرت شبیر و شبر

قسم دیتا ہون مین زین العبا کی ‏ قسم ہے باقرِ شمعِ ہدا کی
قسم ہے جعفرِ صادق لقب کی ‏ قسم ہے کاظمِ والا حسب کی
قسم ہے حضرتِ موسیٰ رضا کی ‏ ابو جعفر تقی با خدا کی
قسم ہے رہبرِ ایمان نقی کی ‏ قسم ہے سرورِ دین عسکری کی
قسم ہے قائمِ آلِ عبا کی ‏ قسم ہے کشتگانِ کربلا کی
مجھے دنیا مین رکھنا شاد و مسرور ‏ غم و رنج و الم مجھسے رہین دور
اعزا کو مرے رکھ شاد و خرم ‏ احبا کو نہو میرے کوئی غم
رہے شاد ان مری سب آل و اولاد ‏ عدو جو ہین مرے ہون خوار و برباد
مدد کرنا لحد مین جب ہو جانا ‏ عذاب حشر سے مجکو بچانا
گنا ہون سے مرے تو در گذر کر ‏ خداوندا ترحم کی نظر کر

تمام شد

قطعۂ تاریخ از گہر ریزی کلک جواہر سلک سخنور معنی سنج جناب میر ذاکر حسین صاحب یاس لکھنوی اوستاد مصنف

مثنوی کیا خوب مجنون نے کہی ‏ میرے شاگردون مین ہین نازک خیال
نام نامی اونکا ہے کاظم حسن ‏ ہین وہ اک نواب فرخندہ خصال
اک نبی کا حال سارا نظم ہے ‏ اسکو کہنا چاہیے سحر حلال
پھر یہ ہمت کی کہ چھپوا یا اوسے ‏ فضل حق سے نیک ہی ہوگا مآل
یاس یحیٰی سا نبی بے سر ہو جب ‏ کیون نہو تاریخ عبرت خیز حال

۱۳۱۸

قطعۂ تاریخ از بلبل گلستان فصاحت طوطی بستان بلاغت شاعر نازک خیال ناظم و ناثر بے مثال شفیق بکرم حبیب محترم موزون خفی و جلی برادر کرم فرما جناب میر گوہر علی صاحب متخلص بہ گوہر سلمہ اللہ تعالیٰ

رہے فکر نواب کاظم حسن خان ‏ کہ احیا نمودست احوالِ یحیٰے
برطب اللسانی و عذب البیانی ‏ بشیرین کلامی ربودست دلہا
ہویدا ز الفاظ حسنِ معانی ‏ ز ترکیب نظمش سخن جلوہ آرا

ز تضمین و کلفہ ز معمولی الیطا ‎ ز اغراق و اقوی کلکاش مبرا

ز بالا غلط بر زمین آمده بد ‎ و لے ہمتش از زمین بُرد بالا

چو جستند احباب تاریخ طبعش ‎ گہر نور ایمان کا نظم بگفتا

نور ایمان کا نظم

۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ از برادر یکجان ما سعید دوران شیخ بندہ حسن خانصاحب متخلص بہ نادان سلمہ المستعان برادر حقیقی مصنف

گفت چون این مثنوی صہبور رضا ‎ مثنوی واخوندمن کاظم حسن

بہر تاریخش مرا ہم امر شد ‎ گشتہ دل در بحر فکرش غوطہ زن

داد ہاتف این ندا نادان بگو ‎ اے زہے گلدستۂ بزم سخن

۱۳۱۱

قطعۂ تاریخ از برادر سراپا دانش و تمیز سعید ازلی سید رضا علیخان متخلص بہ رضا سلمہ الرحمان

عجب این مثنوی دلچسپ شد نظم ‎ کہ ہر الفاظ او شمس الضحی است

چو جستم سال طبعش گفت ہاتف ‎ رضا این مثنوی بدر الدجی است

۱۳۱۸ھ

ایضاً در سن عیسوی

کہی میرے بھائی نے کیا مثنوی ‎ ہیں کیا ہی لفظوں سے کیا کیا نکات

رضا نے جو کی فکر تاریخ کی ‎ تو یہ ملہم غیب نے دی بشارت

عبث بحر حیرت میں ہو غوطہ زن ‎ لکھو تم اسے اب چراغ بصارت

۱۹۰۰ع

قطعۂ تاریخ از برخوردار فرخندہ شعار نور العین سید یوسف حسینخان سلمہ اللہ عطارد ابن نواب سید محمد حسین خانصاحب نصا و برادرزادۂ حقیقی مصنف

پلا ساقی شراب آتشین جوش ‎ کہ ہو پینے سے جسکے عقل مدہوش

پلا ساقی شراب عشرت افزا ‎ کہ ہوئے نشۂ جسکا سرسے بالا

جدا کر کاگ شیشہ سے خدارا ‎ رہا اب ضبط کا مجھکو نہ یارا

خدارا سامنے لا تو لبِ مے ‎ توقف اسکی مجھکو شاق تر ہے

ارے ساقی پلا تو ایسے ساغر ... کہ تا پہونچے دماغ اپنا فلک پر
شکر ریزی مری سحبان جو دیکھے ... نبات اوسکے ہو شیرین جان دیوے
اگر سن لے عسل ریزی ہماری ... تو ہو سال ابر مصری کی جاری
ترے قربان تو ایسی مے پلا دے ... کہ جو قند مکرر کا مزا دے
بغل مین دے بٹھا اک حور پیکر ... قسم تجھکو بہ ذات پاک داور
ہے کرنا مجکو وہ مضمون موزون ... کہ جس سے نکتہ چین کا خشک ہون خون
قلم کرتا ہے یان سے گل فشانی ... دکھاتی ہے طبیع معجز بیانی
نہین کوئی مجھسا زمانہ مین سخنور ... دہن سے ہون اوگلتا لعل و گوہر
دکھادون باغ نظم دلربا کے ... کہ نقشہ جسکا مانی سے نہ اوترے
تر و تازہ مضامین کے شجر ہون ... نقاط الفاظ کے شکل ثمر ہون
لگا ایسا گل مضمون کا گلشن ... بنے قرطاس بھی گلچین کا دامن
سنبھل جا ای قلم جا ای ادب ہے ... ثنا استاد کی منظور اب ہے
جناب سید کاظم حسن خان ... تخلص جنکا مجنون ہی بصد شان
در یکتای دریای فصاحت ... خداوند مضامین بلاغت
فنون شاعری کو جانتے ہین ... نکات نظم کو پہچانتے ہین
مرے استاد اور عم ہین حقیقی ... انھین سے مین نے ہی تعلیم پائی
کرون مدح و ثنا استاد کیونکر ... کہ ہین اوصاف اونکے حد سی باہر
بسان گل رہین وہ بادل شاد ... کہ اون سے نظم کی بستی ہی آباد
الٰہی آل کو رکھ اون کے دائم ... یہ ہے ارض و سما جبتک کہ قائم
لکھی ہے مثنوی صبر و رضا کیا ... کیا کوزے مین گویا بند دریا
عطارد روک خامہ تیز دو کو ... یہ ہے منظور طول اسکا نہین ہو

گر اک دن ازپئی پابوس اُستاد | گیا مین اپنے گھر سے بادل شاد
لگے فرمانے مجھ سے مسکرا کر | کوئی تاریخ تو لایا نہ کہکر
تعجب ہے کہ تجسا حسنا ہوش | رہے بیٹھا ہوا اس طرح خاموش
یہ سنکر مجھ حیرت مین در آیا | ندیکہا معذرت کہا کو نہ پارا
لکھی تاریخ پھر صبر و رضا کی | کہ مرضی تھی یہی میرے خدا کی

قطعۂ تاریخ

بنا ہمدم مرا روح الامین ہے | دماغ اسوقت بر عرش برین ہے
صدا ہر سو سے آتی ہے عطارد | کہ یہ چشم چراغ صابرین ہے

قطعۂ تاریخ از برخوردار سعادت ولیاقت شعار فرخندہ اطوار نزل مرحوم سید یعقوب حسین خان بن عمہ متخلص یعقوب ابن نواب سید ابو الحسن خان صاحب نصف برادر حقیقی مصنف

سریر آرائے اقلیم معانی | گل زیبائے باغ نکتہ دانی
مسیح نظم و نثر و فخر سحبان | جناب سید کاظم حسن خان
تخلص مجنون نے مشہور عالم | مرے اُستاد ہین خالو ہین اور عم
لکھی ہے مثنوی دلچسپ و زیبا | گل خودرو ہے جسکا حرف سالا
ہراک الفاظ و نقطے غنچہ و گل | فدا جنپر سخنور مثل بلبل
مضامین قند سے بڑھکر ہین شیرین | ہراک بندش نئی اور طرز رنگین
لطائف خوب اور خوشتر کنایہ | معانی دلکش و خوش استعارہ
کہا دل نے کہ کہہ تاریخ اسکی | مگر ہووے نہ وہ صنعت سے خالی
بافضال خدای پاک و بیچون | کیا توشیح مین تاریخ موزون
سخنور اسکا یون لکھو لین معما | کہ لین اک حرف ہر اول کا پہلا
تو پہلے ہوس فصلی ہویدا | اور اوسکے بعد ہجری ہو ہویدا

پھر اون سب حروفون کو کرین گر | تو موزون ایک مصرع ہوئی خوشتر
کہ جس سے ہوئین دو تاریخین پیدا | سنِ فصلی و ہجری ہو ہویدا

آغاز تاریخ در صنعت توشیح

مئے دو آتشہ ساقی پلا اب | کہ دو رکھتا ہون دلمین اپنے مطلب
سند ارا جلد اب کر مہربانی | دکھادون اپنے مضمون کی روانی
نہین شعر فلک آسمان ہو | وہان پہونچون نہین جسکا گمان ہو
نظر باغِ مضامین آ کے سب کو | مئے گلرنگ گر تجھ سے عطا ہو
صفائی آئینہ سے ہوئے پیدا | کہ ہوئے دیکھکر حاسد کو سکتا
نہین تیری سخاوت سے کچھ دور | عطا تجھ پر کرے گر جام تو پر
عنایت کا تری ہون چشم رکھتا | نظر مہر و عطا کی مجھ پہ فرما
ترے صدقے ترے قربان ساقی | تمنائین بر آئین میرے دلکی

سنہ ۱۳ف

ہوئی ساقی کی جس دم مہربانی | زبان نے کی شروع شیرین بیانی
یہ قصہ حضرت تحفہ ایمیر | کہا استاد نے کیا خوب بہتر
عجب مضمون ہین درد انگیز موزون | جگر تیہر کا جس سے ہو گیا خون
جہان دیکھو کھلا اک طرفہ گل ہے | ہر اک سو نالۂ بلبل کا غل ہے
یہ عالم ہے کسیکا خوف حق سے | کہ جوے اشک چشمون سے ہین بہتے
بیان کرتا کوئی ہے حال سارا | کوئی وحشت سے گریان مثل نیسان
وہان اک دشت مین کرتا فغان ہے | یہان فرقت سے زہرہ کی اب پہ جان ہے
غمِ فرقت سے گر گیسو پریشان | ہر اک سو ڈھونڈھتی پھرتی ہے ہر آن

رخِ تابان پہ مو دختر کے مفتون — بناتا کل نبی کا ایک ملعون
یہ مجمل تو نے کیا یعقوب لکھوا — کیا کوزے مین گویا بند د
بس اب خالق سے یہ اپنے دعا کر — مجھے شیرین بیانی تو عطا کر

سنہ [illegible] ہجری

مصرعہ

مخزن صنعت ہے عجیب و غریب

۱۳۰۷ ف ۔۔۔۔ ۱۳۱۸ ھ

ایضاً از مسیحائی

چو فرمودند نظم این مثنوی را — جناب خالوے استادِ معظم
شدم یعقوب بس در فکر تاریخ — بگفت این ہاتف غیبی بگوشم
عجب این مثنوی صبر و رضا گفت — مسیحائی شود گر تخرج کن کم

۱۹۰۰ ء

قطعۂ تاریخ از لختِ جگر نور نظر سعید کونین سید خورشید حسنین عرف سید ابو القاسم خان متخلص بہ خورشید ابن نواب سید ابو الحسن خان صاحب برادر حقیقی مصنف

قبلۂ دین حضرتِ خالوی من — گفت چون این مثنوی صبر و رضا
جستم ای خورشید سال طبع اش — مثنوی شمس الضحے آمد ندا

۱۸۵۵ ۔۔۔۔ ۱۹۰۰ ء

قطعۂ تاریخ از سرور روح و روان سید محمد ہاشم خان مدعمرہ متخلص بہ ہاشم ابن نواب سید محمد عسکری خان صاحب برادر خرد حقیقی مصنف

کیا مثنوی کہی ہے اہا عم صد آفرین ہے — خورشید دیکھتا ہے جسکو بچشم ایقان
بے ساختہ یہ ہاشم مصراع سال بولا — روشن ہوا جہان مین یہ اب چراغ ایمان

۲۰۵۱ ۔۔۔۔ ۱۳۰۹ ہجری

قطعهٔ تاریخ از لخت جگر نور بصر سعادت شعار سید محمد ذوالفقار عرف سید محمد ابراهیم خان حرسکم الله متخلص به قیس ابن نواب سید مهدی حسین خان صاحب

مرحوم و مغفور برادر حقیقی مصنف

چه خوش مثنوی گفت اُستاد من | که هست او مسمی به صبر و رضا
به توصیف این مثنوی شگرف | اَصَمُّ بکم شاعران کِبا
بیاض صفحهاش عین الکحل | سواد سطورش چو مشک ختا
همه قطعهاش اند دُرّ ثمین | ز آب اندر آید ز دُر هم لبا
فصاحت بلاغت چنان پر درست | که مثلش بدیدار نی فی الورا
ملایک چو اصغای این مثنوی | بکرده بوجد آمده بر سما
عجب مثنوی هست با آب و تاب | که واصف شده منشیان بقا
ثنایش چه گویم که خسروی چرخ | نثارش کند لُولُوی بی بها
پی سال طبعش نمودم چو فکر | بگفت هاتف از سر بلطف و عطا
که ای قیس در بحر حیرت نیفت | که داری لفضل تو طبع رسا
اگر ایسل بکر می تو خواهی شنو | قوافی بکن جمع هر مصرعها

ایضاً منه

پلا ساقی مجھے اک جام عشرت | بہار زندگانی ہے غنیمت
مگر دے ایسی بادۂ تیز اور تند | کہ پینے سے نہ جسکے ذہن ہو کند
ارے ساقی ارے ساقی ادھر آ | گلابی پھول سی مجھکو تو پلوا
تو اتنی دیر کیوں کرتا ہے ساقی | عبث خوفِ عدو رکھتا ہے ساقی

زلال جنت الماوےٰ جو پاؤن — تو اپنی طبع کی جودت دکھاؤن
زبان ایسی کرے گوہر فشانی — کہ جس سے خاطر دانش ہو پانی
قلم در ثمین چین پر بنائے — مہ و خورشید کی ضو کو گھٹائے
مین وہ بلبل ہون از گلشن امیری — کرے روح القدس جسکی صفیری
کہان تک قیس اظہار تعلّی — مگر تحریر اشعار تسلی
عنان رخش کلک تیز تک اب — مین کرتا منعطف جانب مطلب
یہ ہے اک روز کا ای دوستو ذکر — تردد تھا نہ مجکو تھی نہ کچھ فکر
اکیلا اپنے کمرے مین مین بیٹھا — جواہر عبقریت پڑھ رہا تھا
کہ اتنے مین منور خان آئے — مخاطب ہوکے مجھ سے یون وہ بولے
کیا استاد نے ہے یاد تجکو — بلانے کو ترے بھیجا ہے مجکو
کہا مین نے کہو بھئی خیر تو ہے — یہ ہوتی ہے طلب اسوقت جو یہ
کہا ہان خیریت ہی آپ چلیے — تردد کو نہ دل مین راہ دیجیے
یہ سنکر مین چلا شادان و فرحان — حضور ہم گیا باروئے خندان
احبا اس سے واقف ہون سراسر — ہمارے یہ پدر کے ہین برادر
رہا گو باپ کا سایہ نہ سر پر — پدر سان یہ کرم فرما ہین مجھ پر
مرے استاد بھی ہینگے یہ عمون — تخلص اپنا رکھتے ہین گے مجنون
نوازش اور عنایت اونکی دیکھو — تخلص مین کیا تردیف مجکو
زبان تعریف مین اوسوقت کھولون — کہ آب کوثری سے وضو کرلون
ہین فردوسی زمان اور فخر سحبان — کلیم عصر اور سعدی دوران
انھین پر ختم ہے شیوا زبانی — انھین پر ختم ہے رنگین بیانی
یہی ہین زیب دہ تخت فصاحت — یہی ہین ناظم ملک بلاغت

یہان سے رومی زنگی جبین اب
ہی کرتا اس طرح سے عرض مطلب

دیہو تھا جب کہ مین باروی خندان
حضور سید کاظم حسن خان

تو دیکھا جمع ہین شاگرد سارے
ہون گرد آگرد مہ کے جون ستارے

غرض اک محفل عشرت جمی ہے
کہ گویا نظم کی بستی بسی ہے

بجا لایا مین آداب غلامی
ہوا ہم بزم استاد گرامی

شگفتہ ہو گیا تو بالعمل تبسم
یہہ فرمایا کہوا بہی سے ہم

کیا پہر عرض مین نے بندہ پرور
دعائے خود بدولت سے [illegible]

[illegible] ہون گر جو کہ واقف ہوون اس کے
سبب کیا یاد فرمانے کہ میرے

جناب قبلہ و کعبہ نے او سدم
یہ فرمایا کہ اے محبوب جانم

بپاس خاطر بندہ حسن خان
کہ ہے روح روان و راحت جان

کیا ہے نظم تحفہ کا فسانہ
کہ تا رہجائے یہ یاد زمانہ

بہ مطلب ہم ترا اے نور چشمی
برائے این کہ تاریخش بگوئی

[illegible] تاریخ سال طبع او را
[illegible] مثنوی سازی جدید

ز استادت چنین ہر گہ شنیدم
بگفتا این قطعہ آنجا نظم کردم

قطعہ

کہ اے حضرت افادت دستگاہی
عجب فیاض ہیگی ذات پاک

لکہی کیا مثنوی نایاب و عمدہ
عمل اسپر کرے جو پائے جنت

سن تصلی ہے اس مصرعہ سے اظہر
فصاحت ہو ہے پر عین الہدایت

سنا استاد نے جب قطعہ مذکور
ہوئے [illegible] و مرشادان مسرور

گل تحسین سے دامن کو کیا پر
لب تعریف سے بخشے گہر [illegible]

بہ شفقت مجہکو سینہ سے لگایا
مرا [illegible] ہون مین رتبہ بڑہایا

لب لعلین سے کی گوہر فشانی — کہ تا یوم القیامت زندہ مانی
بس ای قیس اب خمشکر گفتاری تا چند — گلو سوزی ہو زیادہ کھانے سے قند

قطعہ تاریخ از بلبل گلستان فصاحت و بلاغت عندلیب چمنستان صنعت صنائع و بدائع ناظم و ناشر باکمال شاعر عدیم المثال مجمع اخلاق منبع اشفاق جناب بابو منشی نند کشور لعل صاحب متخلص بہ مست وکیل عدالتین

سبحانہ تعالی رب السماء والارض — کاظم حسن نے کیسی یہ مثنوی لکھی ہے
جسنے سنا ہے اسکو شیدا ہوا ہے اسپر — حسن و لطافت اسمین کیا کوٹ کر بھری ہے
ہے اسم بامسمی صبر و رضا یہ بیشک — یحیی نبی کا اسمین احوال واقعی ہے
تاریخ چھپنے کی جب کی مست نے تجسس — ہاتف نے یون بشارت با صد سرور دی ہے
دنیا مین جتنی شی ہے تاریخ سب ہے اسکی — مطبوع خاص اور عام یہ مثنوی ہوئی ہے
اوس لفظ کے عدد کو پہلے خیال کرلے — مقصود جس سے یعنی تاریخ مثنوی ہے
بارہ سے ضرب ہو کر اور چار ہو زیادہ — تقسیم اوس جمع کی پھر چھ سے ہو گئی ہے
باقی کو ہفت و بست و سہ صد سے ضرب دیجیے — حاصل جو ضرب کا ہے فصلی کا سن ہی ہے

۱۳۰۰ ف

قاعدہ استخراج تاریخ

مثلاً لفظ مجنون ہے کہ تخلص مصنف مثنوی ہذا ہے تاریخ نکالنی منظور ہے مجنون کے عدد ۱۴۹ اسکو بارہ سے ضرب دیا ۱۷۸۸ ہوا چار اضافہ کیا ۱۷۹۲ ہوے۔ چھ سے تقسیم کیے ۲۹۸ بار گئے چار باقی بچے۔ چار کو ۳۲۷ سے ضرب دیا حاصل ضرب ۱۳۰۸ ہوے یعنی فصلی علی ہذا القیاس

صلائے عام ہے حضرات مومنین کے لیئے

خاص حضرات اہل مطابع اثنا عشری کی خدمت مین التماس ہے کہ مین بطیب طبع اپنی آپ حضرات کو اجازت طبع مثنوی ہذا دیتا ہون والسلام فقط

العبد العاصی سید کاظم حسن خان مجنون ابن نواب سید نثار علیخان صاحب مد ظلہ — سید کاظم حسن خان

دمع المفتون

ترجمہ اردو

جلاء العیون

یہ کتاب ہدایت انتساب تصنیف شریف آخوند ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ سے نہایت
درجہ صحیح و معتبر و مستند ہے۔ اس کتاب مین جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
حضرت صاحب العصر امام محمد مہدی عجل اللہ فرجہ تک حضرات چہاردہ معصوم
علیہم السلام کے ابتداے ولادت سے تا وفات حالات درج ہین اولاد ازواج
مدت حیات و فضائل و معجزات و مصائب جو کہ اعدای دین سے ان حضرات معصومین پر گذرے
سب اس کتاب مین صاف صاف موجود ہین روایات صحیحہ و احادیث معتبرہ کا یہ کتاب خزینہ ہے
اگر اول سے آخر تک بنظر غور یہ تمام کتاب باعتقاد درست پڑھ لیجاوے اور عورات
و اطفال کو بھی سنا دیجاوے تو سب کامل الاعتقاد ہوجاوین اور دنیا و آخرت
دونون جگہ کے کام بگڑے ہوے بنجاوین چونکہ اصل کتاب فارسی زبان مین تھی اور ہر شخص
فارسی بخوبی نہین سمجھ سکتا ہے لہذا ترجمہ بزبان اردو سلیس عام فہم چھپا پایا ہے عورتین
اور اطفال کم عمر بھی بخوبی مضمون و مطلب سمجھ سکتے ہین قیمت یکجائی کامل دونون جلدون
اول درجہ کاغذ سفید کی للعہ/ اور دوم درجہ کاغذ سفید کی قیمت سے ۶/
مع محصول ڈاکخانہ ہے۔ جن صاحبون کو خواہش ہووے۔ راقم سے
بذریعہ ویلیو پی ایبل طلب کرین فقط

الراقم

سید عبد الحسین مترجم و تاجر کتب اثنا عشری لکھنؤ یحیی گنج عقب بزازہ